بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت (۴۰)

نالۂ دل

مولف

جناب محمد عبدالمجید صاحب مجیب عارفی مصنف ارمغان ولایت و معتمد ادارہ سراج ملت

(بہ اعانت)

جناب محمد عبدالقادر صاحب سکریٹری مشیر آباد پبلک اسکول

برائے ایصالِ ثواب

جناب محمد جعفر صاحب مرحوم و مغفور اہلِ علی آباد (لال گڑھی)

شائع کردہ

ادارۂ تبلیغ مہدویہ (۱-۶-۶۷۳)

دفتر جامع مسجد مہدویہ مشیرآباد حیدرآباد (۵۰۰۰۲۸)

طبع اول: ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء

مطبوعہ دانشور پریس

تعداد ۱۰۰۰

بلاہدیہ

اظہار

ادارۂ تبلیغ مہدویہ کی چالیس ویں اشاعت "نالۂ دل" ہدیہ ناظرین
ہے یہہ منظوم نذرانۂ عقیدت جناب محمد عبدالمجید صاحب مجیبؔ عارفی
نے ادارہ کے جلسہ تعزیت بہ سانحہ ارتحال افضل العلماء حضرت
مولانا سید نجم الدین صاحبؒ (صدر مجلس علماء مہدویہ (مہد)
میں پڑھا تھا جو شاعر کے دلی جذبات کی ترجمان ہے سامعین نے اِس
خراجِ عقیدت کو بیحد سراہا اور جناب محمد عبدالقادر صاحب معتمد ادارہ
نے اپنے والد بزرگوار جناب محمد جعفر صاحب مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے
اس کتابچہ کی مکمل اشاعت کا اہتمام کیا جو فیض جاریہ کی حیثیت رکھتا
ہے۔ خدائے تعالیٰ معطی کو اِس کار خیر کے عوض جزاء خیر دے اور مرحوم کی
مغفرت فرمائے۔ کارکنانِ ادارہ قوم کے مخیر اور ذی حیثیت اصحاب سے
قومی کتب کی اشاعت میں تعاون کی اپیل کرتے ہیں۔ فقط

محمد صاحب
نائب صدر ادارۂ

مرقوم ۶ / اگسٹ ۱۹۸۵ء

برسانحۂ ارتحال حضرت سید نجم الدین فضل العلماء صدر مجلس علمائے مہدویہ ہند

"نالۂ دل"

یہہ ہے ارشادِ خدا کلُّ من علیہا فان — ہم نشیں اس پہ ازل سے ہے ہمارا ایمان
جان اپنی نہیں ہے جان آفریں کی جان — جان دے کر بھی چکاتے نہیں اُس کا احسان

ہوسِ زیست لئے انساں یہہ نادانی ہے
ہاں بجز ذاتِ خدا بزم جہاں فانی ہے

دیکھئے سامنے ہے آپکے قدرت کا نظام — صبح سورج کو جگائے تو سُلاتی ہے شام
جلوہ گر رات میں ہوتا تو ہے تاروں کا امام — نورِ خورشیدِ سحر لیتا ہے پھر اُس کا مقام

جلوۂ شام وسحر دورِ خزاں فصلِ بہار
ایک حالت پہ نہیں رہتا کسی شئے کو قرار

نجم دیں نام تھا جس عالم دیں کا مشہور — اس کی ہستی تھی ہمارے لئے مینارۂ نور
بادۂ علم سے جس کے ہوا عالم مسرور — ذہن میں معرفتِ حق کے تھے دفتر مستور

لفظ و معنی کے جہاں پر تھی حکومت اُس کی
صاحبِ علم پہ کھلتی تھی حقیقت اُس کی

عقل یا دولتِ علم ڈھونڈھ رہی ہے اُس کو — فکر با دیدۂ نم ڈھونڈھ رہی ہے اُس کو
بزمِ قرطاس و قلم ڈھونڈھ رہی ہے اُس کو — روحِ افکارِ ارم ڈھونڈھ رہی ہے اُس کو

ڈھونڈھتی ہے یہ نظر نور کے کاشانوں میں
ڈھونڈھتا پھرتا ہے دل عشق کے ایوانوں میں

دولتِ علم سے تھے جس کے خزانے معمور — نارسا ذہن کو حاصل تھا رسائی کا شعور
جو تھی پرواز سے معذور وہ فکر مجبور — ہم نشینی سے زمانہ میں ہوئی ہے مشہور

طائرِ بام حرم کی طرح پرواز میں ہے
علم کے فیض سے وہ عالم اعجاز میں ہے

رہبری کرتا رہا صاحبِ ایماں کی طرح　　سوختہ جاں ہی رہا شمعِ فروزاں کی طرح
روشنی دیتا رہا مہرِ درخشاں کی طرح　　پیکرِ صبر و رضا مردِ مسلماں کی طرح

اوڑھ لے جس کی اتا نعرِ توکل کی ردا
اسکے قدموں پہ جھکا دیتے ہیں سر شاہ و گدا

بے شبہہ ہاتھ میں بھی اس کے مسائل کی عناں　　رخشِ معنی بھی ہوا اُس کے اشاروں پہ دواں
وہ فقیہہ ہو کہ طریقت و شریعت کا بیاں　　سب پہ قدرت بھی اُسے سب پہ تبحر یکساں

اسکے جو نوکِ قلم کے ہیں تراشیدہ صنم
بے شبہہ ہو گئے وہ زینتِ اوراقِ حرم

نجم کو فکر کا حامل میں کہوں تو ہے بجا　　نجم کو مدح کے قابل میں کہوں تو ہے بجا
نجم کو رہبرِ منزل میں کہوں تو ہے بجا　　نجم کو مرشدِ کامل میں کہوں تو ہے بجا

رہبری جس کی کرے آٹھوں پہر ذکرِ خدا
سالکِ راہ طلب پیچھے چلے اُس کے سدا

اپنی ملت کا وہ اک رہبرِ فرزانہ تھا   اسوۂ حیدریؑ بر حق اسے سمجھانا تھا
قوم کو منزلِ مقصد پہ اسے لانا تھا   آخرش چھوڑ کے یہ بزم اسے جانا تھا

موت سے کس کو زمانے میں مفر ہے اے دوست
حکم اللہ سے ہر اک کا سفر ہے اے دوست

گیسوئے علم کو ہے شانۂ دانش کی طلب   قلبِ طوفان کو ہر وقت ہے شورش کی طلب
ذہنِ مفلوج کو ہر آن ہے سازش کی طلب   صاحبِ علم کو پھولوں میں ہے نازش کی طلب

بوئے گل کی طرح جو دوشِ ہوا پہ ہو سوار
اس کو چھوتا نہیں اڑ اڑ کے بھی راہوں کا غبار

ذہنِ صحرا میں بھی ارمان ہے شادابی کا   ذاکرِ شب کو بھی شکوہ ہے گراں خوابی کا
ہے گلہ مہر سے تاروں کو تنک تابی کا   دُر کی خواہش ہے مگر خوف ہے غرقابی کا

بحر موجود ہے لیکن کوئی غواص نہیں
اہلِ ساحل کو نہیں ملتا کبھی دُرِّ یقین

درس دیتے ہیں یہی مہدیؑ سلطانِ زمن — تابعِ مرضیِ یزداں رہے انساں کا چلن

عشق کے چاند کو لگ جائے نہ دنیا کا گہن — سانس جب تک کہ سلامت ہے کرو اس کو جتن

روئیتِ حق کا وسیلہ ہے ترا ذکرِ دوام

آشنا نور سے تو اپنے نہیں ماہِ تمام

اُٹھ گئے سیدِ نصرت[1] و شہابِ[2] ذیشان — مرتضیٰ[3] احمد[4] و محمود[5] کا مسکن ہے کہاں

آج تاریک ہوا رشدی[6] و شمسی[7] کا جہاں — علم کے چرخ سے غائب ہوا انجم[8] تاباں

اشک بہتے ہوئے یہ کہہ گئے چشمِ نم سے

ملتوں کا ہے بھرم عالمِ دیں کے دم سے

ہے سعادت[9] نہ محمد[10] سا کوئی نیک سیر — اب ہے تدبیر[11] نہ صوفی[12] نہ بہادر[13] سا بشر

بزمِ توفیق[17] ہے نہ محفلِ[16] منظور[15] و قمر — نورِ[14] تسکین[18] کی لیتے ہے نہ کاوش[19] کا اثر

المعی[20] ہے نہ منور[21] ہے نہ صادق نہ جمال[22]

موت کے شہر میں لیتا ہے ہر اک بدرِ کمال

ابھی تو شاکر[23] و تصور[24] ہے نہ احمی[25] کا مقام　　باقی محمود[26] و فرلیس[27] ہیں نہ شہر[28] اور سلام[29]

صبر[30] تحسین[31] و رفیق[32] اور بہار[33] فرحیام　　سعد[34] و توحید[35] وا میں تو نہیں باقی ہے پیام

اے محبت الہی ہے خلاق جہاں کی مرضی

اپنے عشاق کو دیتا ہے حیات ابدی

۱- حضرت سید نصرتؒ - ۲- حضرت سید شہاب الدینؒ - ۳- حضرت سید مرتضیٰ ید اللہیؒ - ۴- حضرت سید احمد مہوریؒ - ۵- حضرت ابوسعید سید محمود صاحب تشریف اللہیؒ - ۶- حضرت سید خدا بخش رشدیؒ - ۷- حضرت علامہ شمسیؒ - ۸- حضرت سید نجم الدین ید اللہیؒ - ۹ حضرت سعادت اللہ خان مندوریؒ - ۱۰- حضرت سید محمد اکیلویؒ - ۱۱ حضرت عبد الحکیم تدبیرؒ - ۱۲- حضرت نعمت خان صوفی - ۱۳- حضرت بہادر خان بہادر یار جنگؒ - ۱۴ حضرت سید جلال الدین توفیقؒ - ۱۵- حضرت سید علی منظورؒ - ۱۶- حضرت سید ابراہیم قمرؒ - ۱۷- حضرت سید عبد الکریم صاحب نورؒ - ۱۹- حضرت کبیر خان کاوشؒ - ۲۰- حضرت سید نجم الدین المعیؒ - ۲۱- حضرت منورؒ - ۲۲- محمد جمال جمالؒ

۲۳- حضرت سید علی شاکر - ۲۴- حضرت سید یوسف تصور - ۲۵- حضرت شیخ احمد احمی - ۲۶- حضرت سید محمود ید اللہی - ۲۷- حضرت فاروق علی خان فرلیس - ۲۸- حضرت محمد دولت خان شہر - ۲۹- حضرت سید سلام اللہ سلام - ۳۰- حضرت سید مبارک صبر - ۳۱- حضرت سید ابراہیم تحسین - ۳۲- حضرت سید قاسم رفیق - ۳۳- سید احمد بہار - ۳۴- حضرت سعد - ۳۵- سید اللہ بخش توحید